International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN- 2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.3, Issue.4 (2023)
(October - December)

The importance of individual training and its principles in the light of Quran and Hadith

انفرادی تربیت کی اہمیت اور اس کے اصول قرآن واحادیث کی روشنی میں

Tayyaba Andleeb
MS Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila

Abstract:
All praises are due to Allah, the Highest, who sent down a great and great book like the Holy Qur'an in Dina for the knowledge of Himself and His Prophets. The revelation of this book is a great gift to humanity. The education and reformation of any nation has a fundamental role in making any nation aware of the religion of Islam, benefiting from civilization and morals, and mothers have an important role in the education and reformation of any nation according to Islam and the elevation of character. . Mother's lap is the child's first education. When a child's individual education is in accordance with Islam, then the country and society become educated. When an individual makes himself in accordance with the religion of Islam from the knowledge, faith, moral and social point of view and reaches human perfections, then collective training comes into existence from the training of this one individual. The lives of the Companions, may Allah be pleased with them, are still the best example for us today, who played a great role in the education of their children. Allah has appointed you as a teacher and mentor. He (peace be upon him) fulfilled his duty in a good manner and similarly it is the duty of every individual to train himself first and then to train others.

Keyword: Islam, Qur'an, Individual, Training, Educated, Society.

تعارف:

کسی بھی قوم کو دین اسلام سے روشناس کرانے، تہذیب واخلاق سے مستفید کرانے میں اس قوم کی تربیت واصلاح کا اساسی کردار ہوتا ہے اور کسی بھی قوم کی اسلام کے مطابق تربیت واصلاح اور کردار کی بلندی میں ماؤں کا اہم رول ہوتا ہے۔ماں کی گود ہی بچے کی اولین درسگاہ ہے۔جب ایک بچے کی ایک فرد کی تربیت اسلام کے مطابق ہو گی پھر ملک ومعاشرے تربیت یافتہ بن جایا کرتے ہیں۔جب ایک فرد اپنی ذات کو علمی، ایمانی، اخلاقی وسماجی اعتبار سے دین اسلام کے مطابق بنالیتا ہے اور بشری کمالات تک پہنچ جاتا ہے پھر اس ایک فرد کی تربیت سے اجتماعی تربیت وجود میں آتی ہے۔ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی زندگیاں آج بھی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کی تربیت میں بلند کردار ادا فرمایا۔اللہ پاک نے آپ ﷺ کو معلم و مربی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔آپ ﷺ نے اپنی ذمہ داری کا فرض احسن انداز سے نبھایا اور اسی طرح ایک ایک فرد کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اپنی تربیت کرے اور پھر دوسروں کی تربیت بھی کرے۔قرآن پاک میں ارشاد مقدس ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا "[1]

ترجمہ: "اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ"

قرآن پاک کی نگاہ میں انفرادی تربیت کی بہت اہمیت ہے اللہ پاک کا ایک اور مقام پر حکم ہے۔

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"[2]

ترجمہ: وہی اللہ پاک ہے جس نے امت میں ایک رسول بھیجا ان ہی میں سے، وہ ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

قرآن پاک کا موضوع ہی انسان ہے۔اللہ پاک نے ان آیات مبارکہ میں اپنی ذات کی تربیت کے بعد ہی دوسروں کی تربیت کا حکم فرمایا ہے۔ تعلیم کے ساتھ ہی تربیت نہایت اہم ہے اگر ایک فرد تربیت سے خالی ہے پھر اس کا علم بے کار ثابت ہوتا ہے۔ تربیت یافتہ انسان ہی معاشرے کی خوبصورتی ہوا کرتے ہیں۔

انفرادی تربیت کا لغوی معنی

"تربیت ناقص واوی سے باب تفعیل کا مصدر ہے۔اور یہ کلمہ لغوی طور پر تین معنی میں استعمال ہوتا ہے"۔[3]

بچے کی پرورش کرنا، پالنا، مہذب بنانا اس سے ملتے جلتے الفاظ ایسے کلمات میں سے ہیں جن کو ہر ایک اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتا ہے۔ جیسے باادب، مؤدب، تربیت یافتہ وغیرہ۔

بعض نے تربیت کا معانی اس طرح بیان فرمایا ہے کہ :

"تبلیغ الشیءالی کمالہ شیئا فشیئا"[4]

تربیت کا معنی پالنا، تربیت کرنا، کسی کو درجہ بدرجہ نشوونما دے کر حد کمال تک پہنچانا ہے۔ تربیت مادہ "رب" سے نکلا ہے۔

تاج العروس میں لفظ تربیت کے معنی کی یوں تحقیق کی ہے :

"پہلی صورت میں یہ "ناقص واوی" میں باب تفعیل سے ہوگا۔ دوسری صورت میں یہ "مضاعف ثلاثی" کے مجرد ہوگا"۔

انفرادی تربیت کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں تربیت کا اس طرح ہے کہ :

علامہ یوسف قرضاوی تربیت کا اصطلاحی معنی یوں بیان فرماتے ہیں کہ :

"انسان کے ذہن میں ایسے افکار ڈالنا کہ وہ انہی کے مطابق خود کو بنالے اور انہی افکار کے مطابق عملی اور قلبی طور پر چلتا ہے یہی تربیت کہلاتی ہے"۔[5]

تربیت لفظ کی تعریف مفتی محمد شفیع یوں کرتے ہیں کہ :

"ایسے تمام امور جن میں انسان کی اصلاح کی پہلو غالب ہو، اور اور یہ تدریجا بڑھا بھی دیئے جائیں اور اسی طرح جب وہ کمال کی آخری حد تک پہنچ جائیں اس وقت کہا جاتا ہے کہ تربیت اب مکمل ہوئی"۔[6]

بعض افراد تربیت کی تعریف یوں کرتے ہیں :

"کسی بھی انسان کی اخلاقی تبدیلی اس حد تک کرنا کہ وہ معاشرے کا ذمہ دار شہری کہلائے اور اپنے فرائض کی اہمیت سے مکمل طور پر آگاہ ہو جائے اور اس کے اندر اس کے بارے میں اصلاح غالب ہو جائے"[7]

بعض افراد نے تربیت کی اصطلاحی تعریف یوں کی ہے :

"تربیت ایسے اخلاقی اور شرعی امور کا نام ہے جس میں انسان کی نشوونما ایسے روحانی اور جسمانی انداز میں ہو کہ باقی افراد جب اس کو دیکھیں تو یہ آرزو اور تمنا کریں کہ ایسی صفات جمیلہ اس میں بھی پائی جائیں"[8]

"یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِیكُمْ نَارًا "[9]

ترجمہ : "اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ"

اس آیت مبارکہ کا یہ مطلب بن رہا ہے کہ انسان اپنی بھی اور دوسرے سب افراد کی بھی تربیت کرے۔ رسوائی سے خود بھی اور دوسروں کو بھی بچائے۔

ایک فرد کی تربیت کی اہمیت اس آیت مبارکہ سے بھی ہوتی ہے اللہ پاک کا ارشاد مقدس ہے کہ:

"وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۚ"[10]

ترجمہ: "جس نے کسی کو حیات دی اس نے گویا سب انسانوں کو زندہ کیا"

کسی کو حیات دینے کا مطلب ظاہری طور پر زندگی بخشنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی اچھی تربیت کرنا۔اس لیے کہ ایک انسان زندہ اسی وقت شمار ہوتا ہے جب اس کی زندگی اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے مطابق ہوگی۔اور پھر جب انسان کسی کی تربیت کرے گا پہلے اس کی اپنی تربیت کا ہونا ضروری امر ہے اس لیے خود کی تربیت پہلے کی جائے۔بے دینی اور بے راہ روی سے دوسروں کو بچایا جائے۔اللہ پاک نے انسانیت کی اصلاح کے لیے انبیاء کرام علیھم السلام کو مبعوث فرمایا۔ارشاد باری تعالی ہے:

"كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ "[11]

ترجمہ: "ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے اور تمہیں پاکیزہ کرتا ہے۔اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے"

اب رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا، یہ اس لیے ہوا کہ اللہ پاک کے بندوں کو سیدھی راہ دکھائی جائے۔آپ ﷺ ہر ہر فرد کی اصلاح و تربیت فرمائیں۔

انفرادی تربیت کی اہمیت

تربیت ذات ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے ضروری ہے۔موجودہ دور میں ذاتی تربیت یا انفرادی تربیت بہت ضروری ہے۔

انسان کی اپنی حفاظت و تربیت اغیار کی حفاظت سے مقدم ہے:

مسلمانوں کا اپنی تربیت کرنا در حقیقت اپنے آپ کو اللہ پاک کے عذاب سے بچانا ہے۔ایک فرد کی اپنی تربیت اور اپنے بچاؤ کی مثال یہ ہے کہ: "خدانخواستہ اگر کسی کے ذاتی گھر میں یا دوسروں کے گھر میں آگ لگ جائے تو انسان پہلے اپنے گھر کا خیال کرے گا۔اس کے بعد دوسروں کی،[12] اسی حقیقت کی طرف اللہ پاک نے یہ ارشاد مبارک فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا "[13]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ کے عذاب سے بچاؤ"

علامہ ابن سعدی نفس کو بچانے کا معنی یوں بیان فرماتے ہیں کہ "نفس کو اللہ پاک کی بجا آوری اور اس کے منہیات سے اجتناب کا پابند بنانا۔اللہ پاک کو ناراض کرنے والی اور جہنم واجب کرنے والی چیزوں سے توبہ کرنا"[14]

یہی ذاتی تربیت ہے اور ذاتی تربیت ہی دوسروں کی تربیت کا سبب بنتی ہے۔

اگر ایک فرد اپنی تربیت نہیں کرے گا تو دوسرا اس کی تربیت نہیں کر پاتا:

عبدالرحمن بن عبدالعزیز نے اس کے متعلق جو لکھا اس کا مفہوم یہ ہے کہ "ایک فرد کی تربیت جو دوسرے کے ذمہ ہوا کرتی ہے اس کی ایک مخصوص حد ہے۔مگر جب ایک فرد بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اس کی تربیت پھر اسی کے ہاتھ میں ہو جاتی ہے دوسرا اس کی تربیت نہیں کر پاتا۔اس عمر میں ایک فرد خود اپنا نفع نقصان سمجھ لیتا ہے۔والدین بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اب اس کی عمر پختہ ہو چکی ہے خود اپنا ذمہ دار ہے۔اب ایک فرد خود اپنی تربیت و اصلاح نہیں کرتا تو دوسرا اس کی تربیت نہیں کر سکتا۔پھر یوں ہوتا ہے کہ عمر کا بہت سارا حصہ اللہ پاک کی نافرمانی میں بیت جاتا ہے اور انجام برا لکھا جاتا ہے"۔[15]

اللہ پاک کا ارشاد مقدس ہے کہ:

"يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ"[16]

ترجمہ: "جس دن تم سب کو اس جمع ہونے کے دن جمع کرے گا وہی دن ہے ہار جیت کا"

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب کو جمع فرمایا جائے گا اور حساب کے بعد ہار جیت مقدر ہو گی۔اب حساب اللہ پاک نے تنہا ہی لینا ہے اس دن کوئی کسی کے بدلے بول نہیں سکتا۔

حساب تنہا ہو گا:

عبداللہ بن عبدالعزیز اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ "بروز قیامت اللہ پاک اپنے بندوں کا فرداً فرداً حساب لے گا اجتماعی نہیں"[17]

قیامت کے دن ہر انسان کا اکیلا اکیلا حساب ہو گا۔ہر فرد کا حساب تنہا ہی ہو گا۔دنیا میں بعض لوگ دوسرے کو غلط راستے پر چلاتے ہیں مگر روز قیامت پھر بھی حساب کتاب اکیلے ہی ہو گا۔اس دن اللہ پاک یہ نہیں قبول فرمائیں گے کہ دوسرے کا بھی قصور تھا۔اللہ پاک نے ہر فرد کو عقل سے اسی لیے نوازا اور ہر ایک کے لیے اچھائی برائی کا راستہ واضح فرمایا اب قیامت کے دن کسی کا کوئی بہانا قبول نہیں فرمایا جائے گا۔اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے:

"وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا"[18]

ترجمہ: "یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں"

ایک اور جگہ اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے:

"اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا"[19]

ترجمہ: "لے خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے، آج تو تو خود ہی حساب لینے کو کافی ہے"

ان آیات مبارکہ میں اللہ پاک نے فرد کی تربیت کا ہی حکم فرمایا ہے کہ انفرادی تربیت ہی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔اور اللہ پاک کا حساب بھی فرداً فرداً ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما منکم من احد الا سیکلمہ اللہ ربہ ولیس بینہ وبینہ ترجمان"[20]

ترجمہ: "تم میں سے ہر ایک سے اس کا رب گفتگو کرے گا، اس کے اور اللہ پاک کے درمیان کوئی مترجم نہیں ہو گا"

رسول اللہ ﷺ کے فرمان اقدس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ حساب بندے کا تنہا ہی ہو گا۔

انسان خود کو بدلنے پر زیادہ قادر ہے:

عبداللہ بن عبدالعزیز لکھتے ہیں "کوئی بھی انسان عیب اور کوتاہی اور گناہ و خطا میں واقع ہونے سے محفوظ نہیں خواہ کم ہو یا زیادہ"[21]

اس سے ثابت ہوا کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔جب ایک فرد کے متعلق یہ بات یقینی ہو جائے تو گناہوں کا بوجھ بھاری ہونے سے پہلے ان کا تدارک بھی ضروری ہے۔یہ تدارک اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایک فرد اپنی ذات کی تربیت کرے۔ایک فرد خود کو بہتر طور پر جانتا ہے وہ اپنی خطاؤں کو خود بہتر طور پر دور کر سکتا ہے۔

تربیت ذات ثبات قدمی و استقامت کا ذریعہ ہے:

اللہ پاک کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لیے تربیت ذات اولین سبب ہے۔جب انسان کی ذاتی تربیت ہو گی وہ خود کو اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عامل بنائے گا۔تربیت ذات ایک ایسا عمدہ پہلو ہے جو دور حاضر کے فتنوں کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔موجودہ وقت کی تلخیوں کا تدارک ایک تربیت یافتہ انسان ہی دین کی روشنی میں کر سکتا ہے۔عبداللہ بن عبدالعزیز فرماتے ہیں۔"تربیت ذات کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کی جڑیں جس قدر زمین میں پھیلی ہوں گی طوفانوں اور ہواؤں کے سامنے اتنا ہی وہ ثابت اور جما رہے گا"[22]

عبداللہ بن عبدالعزیز کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ ذاتی اور انفرادی تربیت اس قدر اہم ہے کہ جب ایک فرد تربیت یافتہ ہو گا وہ وقت کے بدلتے حالات کا سامنا مضبوطی کے ساتھ کر لے گا۔اور خود کو دین اسلام کا پابند بنا لیتا ہے۔

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

معاشرہ کی اصلاح کا صحیح طریقہ:

عبداللہ بن عبدالعزیز نے معاشرے کی تربیت میں ایک فرد کا کردار جو ذکر فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ "موجودہ دور قرب قیامت کا وقت زیادہ فساد کا دور ہے اس وقت میں ہر فرد بے سکونی کا شکار ہے۔ دینا کے کسی بھی گوشہ میں بسنے والا مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ان حالات کا تدراک اس طرح نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کی صرف آہ و بکاہ سے سکون کی فضا چھا جائے گی۔ ایسا نہیں ہے۔ سکون کے حصول کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ ہر فرد خود کی تربیت کرے۔ اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے مطابق خود کو بنا لے۔ جب بحکم الٰہی ایک فرد کی اصلاح ہو گی پھر اللہ پاک کی نگاہ رحمت سے سارا معاشرہ تربیت یافتہ ہو گا۔ اس طرح آہستہ آہستہ امت کے سارے حالات سنور جائیں گے "۔[23]

تربیت ذات کا امتیاز:

عبداللہ بن عبدالعزیز کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ "تربیت ذات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ انفرادی تربیت ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے ہر وقت اور ہر حال میں ضروری ہے۔ جبکہ اجتماعی تربیت کے لیے مخصوص اوقات درکار ہوا کرتے ہیں"۔[24]

تربیت کے اصول:

تربیت کے اصول درج ذیل ہیں:

محبت

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی ذات اور اپنے نفس سے بے حد محبت کرتا ہے۔ انسان کی یہ محبت اس حد تک ہوتی ہے کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس کو مل جائے۔ ہر طرح کا سکون اسکو مل جائے۔ اسکی عمر میں بھی اضافہ ہو۔ اسی دنیا کی محبت کے متعلق اللہ رب العزت کا ارشاد مقدس ہے کہ:

"وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ"[25]

ترجمہ: "اور وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے"

استاد حسین انصاریان نے جو اس متعلق لکھا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ "انسانی فطرت یہ چاہتی ہے کہ اسکو دنیا کی مال و دولت سب مل جائے اس مال کی محبت میں انسان اس قدر گم ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں سے نفرت بھی کرتا ہے۔ اس کی بس ایک ہی آرزو ہوا کرتی ہے کہ مال حاصل ہو جائے۔ مگر اللہ پاک کے محبت کے اصول ہیں ضوابط ہیں۔ انسان کی تربیت اس انداز سے ہو کہ وہ محبت بھی کرے تو ضوابط کے ساتھ، نفرت بھی کرے تو ضوابط کے ساتھ۔ انسان کی محبت صرف اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ ہی سے ہو۔ پھر وہ اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی اطاعت بھی کرتا ہے"۔[26]

انسان پہلے خود کو ایسی تربیت دے کہ اس کی ذات فنافی اللہ تعالیٰ اور فنافی الرسول ﷺ ہو کر رہ جائے۔ انسان کی تربیت ایسی ہو وہ محبت کے اصولوں کو جان لے دین اسلام ہی سے محبت کرے۔

اعتدال

اللہ پاک نے انسان کو معتدل راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ خواہ انسان اپنی تربیت کر رہا ہو یا دوسروں کی تربیت کر رہا ہو۔ میانہ روی ایک اعلیٰ اور عمدہ صفت ہے۔ یہ ساری کائنات اعتدال پر قائم ہے۔ خود انسان کی تخلیق بھی اللہ پاک نے اعتدال سے فرمائی ہے۔ اعتدال پسندی انفرادیت سے ہٹ کر معاشروں کو بھی مربوط کرتی ہے۔ میانہ روی افراط و تفریط سے پاک ایک صفت ہے جس میں غلو نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور اللہ پاک کا قرب حاصل کرو"[27]

اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

"وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا"[28]

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

ترجمہ: "اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی مت بھولو"

اللہ پاک نے اس آیت مبارکہ میں میانہ روی کو ظاہر فرمایا ہے کہ انسان دنیا کی محبت میں کھو نہ جائے۔انسان کا انجام آخرت ہی ہے اس گھر کی تلاش ہی انسان کا مقصد حیات ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے میانہ روی کا بھی حکم فرمایا ساتھ دین و دنیا دونوں کو اختیار کرنے کا حکم بھی فرمایا کہ دونوں لازم و ملزوم ہیں مگر دنیا کی محبت میں ایسا گم ہونا کہ آخرت بھول جائے یہ انسان کے لیے خسارے کا سودا ہے۔

ماحول

ماحول انسان کی زندگی میں کارفرما ثابت ہوتا ہے۔ایک فرد یا ایک بچے کے لیے سب سے پہلے اس کے گھر کا ماحول ہوا کرتا ہے۔بچے کی پہلی درسگاہ اس کی ماں کی گود ہوتی ہے۔اس کے بعد گھر کا ماحول ہوتا ہے۔گھر کے سب افراد سے تربیت حاصل کرتا ہے۔یہ لازم ہوا کہ ایک فرد کی عمدہ تربیت کے لیے والدین اور گھر کے افراد تربیت یافتہ ہوں۔استاد حسین انصاریان نے ماحول کی کے متعلق جو لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ "بچے کے لیے سب سے پہلے اس کے گھر کا ماحول دین اسلام کے مطابق ہونا چاہیے۔گھر کے سب افراد دیندار ہوں پھر گھر سے باہر کا ماحول اسلام کے مطابق ہو۔بچے کے دوست احباب اگر دین سے دور ہوں گے تو بچہ بھی دین اسلام سے دور ہوگا۔یہ لازم ہے کہ گھر سے باہر کا ماحول بھی دین اسلام کے مطابق ہو"۔[29]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انما مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء، کحامل المسک ونافخ الکیر، فحامل المسک، اما ان یحذیک، واما ان تبتاع منہ، واما ان تجد منہ ریحا طیبۃ، ونافخ الکیر، اما ان یحرق ثیابک، واما ان تجد ریحا خبیثۃ"[30]

ترجمہ: "نیک و بد ہم نشین اور دوست کی مثال اس طرح ہے جیسے مشک والا اور بھٹی پھونکنے والا، پس مشک والا یا تو تجھے مشک دے جائے گا یا مشک کی خوشبو چھوڑ جائے گا، یا پھر کم از کم اس کے پاس بیٹھنے سے تجھے عمدہ خوشبو تو سونگھنے کو ملے گی ہی، اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا کم از کم اس کے پاس بیٹھنے سے تجھے بدبو سونگھنا پڑے گی"

اس حدیث مبارکہ سے رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کو یہ درس عطا فرمایا کہ ماحول انسان کی زندگی میں کس قدر اہم ہوتا ہے۔اچھے ماحول کا اچھا اثر پڑتا ہے اور برے ماحول کا اثر بھی برا ہوتا ہے۔ماحول تربیت کا ایک اعلیٰ اصول ہے جس سے انسان تربیت پاتا ہے۔

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"المرء علیٰ دین خلیلہ، فلینظر احدکم من یخالل"[31]

ترجمہ: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تو اسے غور کرنا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے"

اس حدیث پاک کی سند جید ہے اور موسیٰ بن وردان کے علاوہ باقی راوی صحیحین کے راوی ہیں۔

اس حدیث پاک سے بھی ماحول کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

ماحول اور معاشرہ کی اہمیت اس قرآنی آیت سے بھی واضح ہوتی ہے۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ"[32]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"

قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے ماحول کی اہمیت واضح ہوئی اور ماحول کا دخل تربیت میں بہت زیادہ ہے۔

آزادی

اسلام نے انسان کے لیے نرمی کو بھی پسند فرمایا ہے۔اسلام انسان کے لیے آزادی کا قائل ہے۔ مگر ایسی آزادی جس میں انسان حد اعتدال سے آگے نہ بڑھے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو مد نظر رکھے۔اسلام میانہ روی کا دین ہے۔ایک فرد خواہ وہ اپنی تربیت کر رہا ہو یا کسی اور کی کرتا ہو میانہ روی کو اپنا شعار بنائے رکھے۔اللہ پاک کا فرمان عالی شان ہے:

"لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ"[33]

ترجمہ: "دین میں کوئی جبر نہیں ہے"

اللہ پاک کی مراد اس آیت مبارکہ سے یہ نہیں ہے کہ رب تعالیٰ نے انسان کا آزاد چھوڑ دیا ہے وہ جو جی میں آئے کرتا پھرے۔ایسا ہر گز نہیں ہے۔اس آیت مبارکہ کو بنیاد بنا کر باغی ہو جائے۔ مفسر قرآن عالم دین علامہ طباطبائی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں "کتاب المیزان" میں لکھتے ہیں:

"الاکراہ ھوالاجبار والحمل علی فعل بغیر وحی"[34]

فرماتے ہیں کہ ایمان اور اعتقاد امور قلبی میں سے ہیں۔اور امور قلبیہ میں جبر حکم نہیں لگا سکتا۔دل پر جبر کسی کا نہیں ہوتا۔جبر اگر ہو وہ ظاہری اعمال میں ہوا کرتا ہے جن کا تعلق بدن سے ہوتا ہے۔علامہ موصوف اس کے بعد والی آیت مبارکہ کا ذکر فرماتے ہیں۔

"قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ ۚ"[35]

آیت مبارکہ کا یہ حصہ "لا اکراہ" کی علت ہے۔دین اسلام میں جبر اس لیے نہیں ہے کہ اللہ پاک نے ہدایت و گمراہی کو واضح فرما دیا۔اس کے بعد بھی اگر کوئی گمراہی کا راستہ اپنائے وہ اپنا نقصان کرے گا۔دین اسلام تلوار سے نہیں پھیلتا۔

آزادی کا مفہوم اللہ پاک نے واضح فرما دیا۔اللہ پاک نے فرد کی تربیت کے لیے قرآن پاک کو نازل فرمایا ہر ہر پہلو کے ساتھ وضاحت بھی فرمائی۔

مشاہدات و حادثات

استاد حسین انصاریان لکھتے ہیں مفہوم یہ ہے کہ "انسانی زندگی حادثات اور مشاہدات و واقعات سے بھری ہوئی ہے۔یہ ایسے امور ہیں جو انسانی ارادہ سے ماوراء ہوتے ہیں۔ان کے پیچھے اللہ رب العزت کی انسان کے لیے آزمائش ہوا کرتی ہے۔ان حادثات سے انسان تربیت پاتے ہیں وہ جن کے اندر اللہ رب العزت کا خوف ہو۔تربیت کے اصولوں میں سے یہ ایک اصول نہایت ہی احسن ہے"۔[36]

اسلام مشاہدات سے تربیت کی نصیحت کرتا ہے کہ ان سے انسان نفس کی تربیت کرے۔ایک تربیت یافتہ انسان وہی ہے جو حادثات زمانہ سے عبرت حاصل کرے اور اللہ پاک کی معرفت حاصل کرے۔حادثات انسان کو اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری پر ابھارتے ہیں۔انسان کا دل نرم پڑ جاتا ہے۔مگر جو لوگ ان سے زندگی کا سبق حاصل نہیں کرتے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

"اَمۡ تَحۡسَبُ اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ‌ ؕ-اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ‌ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا"[37]

ترجمہ: "کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو مویشیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے"

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک کا اصل جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی نشانیوں پر سے جانوروں کی طرح مت گزرو۔یہ حادثات انسان کے لیے تربیت کا سامان ہیں۔ایک فرد ان سے تربیت حاصل کر کے اپنے نفس کو سنوارتا ہے۔

تفکر و عقل

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

دین اسلام نے انسان کو عقل کی تربیت کی بھی تعلیم عطا فرمائی ہے۔انسان کو چاہیے کہ اسلام کے مطابق اپنی عقل کا استعمال کرے۔انسان جسم وروح سے مرکب ہے۔ایک فرد کامل کے لیے جسم وروح دونوں کی تربیت لازم ہے۔کسی کی فرد کو فرد کامل نہیں کہا جاتا جو صرف جسم کی تربیت کرتا ہے اور روح پیاسی ہی رہے۔باطنی تربیت ہی معرفت رب تعالیٰ اور معرفت رسول اللہ ﷺ دیتی ہے۔عقل و تفکر انسان کو تربیت دیتے ہیں۔اللہ پاک نے انسان کو عقل سے اسی لیے نوازا ہے کہ اپنے سامنے واقعات پر غور کرے دنیا کی زندگی میں فکر سے کام لے ایسی فکر جو آخرت کی یاد پر آمادہ کرے۔قرآن پاک انسان کو جابجا عقل و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد اپنی شہرہ آفاق کتاب "تفسیر ترجمان القرآن" میں لکھتے ہیں:

"قرآن مجید کے طریق استدلال کا اولین مبدا، تفکر و عقل کی دعوت دیتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ قرآن پاک جابجا اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان قرآن مجید پر غور کرے۔اور اللہ پاک کی عطا فرمائی ہوئی عقل و بصیرت سے کام لے۔انسان اپنے وجود کے ظاہر و باطن میں جو کچھ بھی محسوس کرے اس پر تفکر کرے"[38]

اللہ پاک ہر ہر جگہ انسان کو تفکر کی دعوت دیتے ہیں۔

سورۃ الذاریات میں ارشاد مقدس ہے:

"وَفِیٓ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (21) وَفِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ"[39]

ترجمہ: اور زمین میں یقین رکھنے والوں کے لیے کئی نشانیاں ہیں، اور تمہارے نفسوں میں بھی، تو کیا تم نہیں دیکھتے؟"

قران پاک انسان کو عقل و بصیرت کی دعوت دیتا ہے۔انسان پر لازم ہے کہ عطائی قوتوں کے ساتھ اپنے نفس کی تربیت کرے۔انہی عطائی قوتوں کے متعلق انسان سے بازپرس ہو گی۔

قرآن پاک میں ارشاد مقدس ہے؛

"وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا"[40]

ترجمہ: "بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے بازپرس ہو گی"

عقل و تفکر کی دولت بھی انسان کو راہ راست پر لاتی ہے۔کائنات میں غور و فکر کرنا عبادت ہے۔یہ اسی لیے کہ انسان کائنات میں تفکر سے کام لے کر اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

نصیحت

نصیحت تربیت کے اصولوں میں سے ایک عمدہ اور اعلیٰ اصول ہے۔ایک انسان اپنے نفس کی تربیت کر رہا ہو یا دوسروں کی تربیت کرتا ہو اس کے اندر اللہ پاک کی طرف سے یہ صلاحیت موجود ہوتی ہے کہ نصیحت انسان پر اثر انداز ہوا کرتی ہے۔انسانی تربیت کے لیے نصیحت بہت ضروری ہے۔نصیحت انسان کی گم شدہ صلاحیتوں کو سامنے لاتی ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی امتوں کو نصیحت فرماتے رہے۔

"سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔اس پر ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ پاک جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند فرماتا ہے۔تکبر تو حق سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں"[41]

ایک دانا اور عظیم ہستی جن کا اسم مبارک لقمان حکیم ہے جن کے نام سے دنیا واقف ہے۔انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحتیں فرمائی ہیں جو اللہ پاک کو اس قدر محبوب ہوئیں کہ قرآن پاک کا حصہ بنا ڈالا اور ان نصیحتوں کی عظمت کو قیامت تک باقی رہنے دیا۔انہی نصیحتوں پر عمل پیرا ہو کر ایک انسان نفس کی تربیت کرتا ہے۔جب ایک فرد خود کی تربیت کرے پھر وہ دوسروں کو بھی نصیحت جیسے انمول اصول سے تربیت کرتا ہے۔اس طرح ایک تربیت یافتہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نصیحت انسانی تربیت کے لیے کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ :

"سیدنا تمیم داری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ پاک کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول اللہ ﷺ کی، مسلمانوں کے آئمہ کی، اور تمام مسلمانوں کی "[42]

قرآن پاک اور احادیث نبویہ ﷺ سے نصیحت کی اہمیت واضح ہوئی۔ اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے نصیحت کی تعریف جامع انداز میں فرمائی ہے جس سے نصیحت کا پورا پورا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے۔ نصیحت تربیت کے لیے بہت ضروری ہے۔

مثالی نمونہ

اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "[43]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے"

انسان کی تربیت کے لیے اسلام نے بہترین نمونے پیش فرمائے ہیں۔ تاکہ انسان ان نمونوں سے نفس کی تربیت کرے۔ مثالی نمونوں سے اسی وقت استفادہ ہوتا ہے جب ان نمونوں پر عمل پیرا ہوا جائے۔ اللہ پاک نے انسان کی تربیت کے لیے رسول اللہ ﷺ کو، انبیاء کرام علیہم السلام کو، آئمہ مسلمین کو ماڈل بنا کر پیش فرمایا تاکہ بندے ان نمونوں سے تربیت حاصل کریں۔ قرآن پاک نے سب سے جامع اور اکمل ترین ضابطہ حیات جو انسان کو عطا فرمایا وہ آپ ﷺ کی حیات مقدسہ ہے۔ آپ ﷺ کے خصائل اور اوصاف حمیدہ ہم انسانوں کے لیے نمونہ ہیں جن کا کوئی مثل نہیں ہے۔

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی حیات مبارکہ ہمارے لیے بہترین مشعل راہ ہیں۔ جنھوں نے اپنی زندگیاں دین اسلام کے لیے وقف فرما دی ہیں۔ دکتور مہدی رزق اللہ لکھتے ہیں:

"حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا جن کا لقب ام المساکین تھا نہایت ہی نرم دل، کشادہ اور دریا دل تھیں۔ بھوکوں کو نہایت ہی فیاضی سے کھانا کھلاتی تھیں۔ ان کا لباس سادہ ہوتا تھا"[44]

یہ ہیں وہ مثالی نمونے جن کے کردار سے خوشبو آتی ہے اور یہی ایک مسلمان کے لیے ماڈل ہیں جن کی اطاعت میں ایک انسان کی بھلائی ہے۔ مثالی نمونے تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

قصص وواقعات

قصص وواقعات انسانی تربیت کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اللہ پاک کی قدرتِ کاملہ یہ جانتی ہے کہ انسان قصص وواقعات کی طرف زیادہ مائل ہونے والا ہے اسی لیے قرآن پاک میں قصص کو ذکر فرمایا تاکہ بندے ان قصص سے عبرت حاصل کریں۔ نصیحت کا پہلو بھی اگرچہ تربیت میں کارفرما ثابت ہوتا ہے مگر انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان داستانوں کی طرف بہت مائل ہونے والا ہے اس لیے اللہ پاک نے انسان کی فطرت کو نگاہِ کاملہ سے دیکھ کر قصص کو ذکر فرمایا۔ قصص وواقعات کا مقصد یہی ہے کہ بندگانِ خدا صرف اور صرف ان سے تربیت حاصل کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

علماء کرام ان واقعات کو تذکیر بایام کا نام دیتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی غرض عبرت آموزی ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ "[45]

ترجمہ: "اور رسولوں کے احوال میں سے یہ سارے قصے ہم تم سے بیان کرتے ہیں۔ (اور مقصد یہ ہے کہ ان کے ذریعے سے) ہم تمہارے دل کو تقویت دیں۔ (اس کو جمائے رکھیں۔) اور جو حق بات ان قصص میں ہے وہ تم تک پہنچ چکی ہے اور اس میں مؤمنوں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہے"

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

اس آیت مبارکہ میں مومنوں کے لیے نصیحت اور عبرت کا پہلو نمایاں ہے۔اللہ پاک کی قصص سے مراد درسِ عبرت ہوا کرتی ہے۔قصص کے ذریعے انسان اپنی اصلاح کرلیں اور اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کی بندگی کو مقصد حیات بنالیں۔

عادات وخصائل

حسین انصاریان تربیت کے اصولوں میں ایک اصول عادات کا بھی ذکر فرماتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ "انسان کی تربیت میں عادات کا بہت بڑا کردار ہے۔عادات ہی کی وجہ سے انسان کے مشکل امور آسان ہوجاتے ہیں۔عادات دو طرح کی ہوتی ہیں۔اچھی عادات،بری عادات۔انسان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اچھی عادات کا خوگر بن جائے"۔[46]
انسان کی زندگی اور اس کا کردار بنیادی طور پر اس کی عادات کا مجموعہ ہوتا ہے۔عادات انسان کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔انسان کی عادات اس کے کردار پر غیر محسوس طریقے سے اثرانداز ہوتی ہیں۔اچھی عادات کے مالک افراد کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ایسے افراد جن کی عادات دین اسلام کے مطابق ہوں یہ معاشرے میں بھی اور اللہ پاک کے ہاں بھی تربیت یافتہ بن جاتے ہیں۔ایک فرد کی اچھی عادات اس کے مستقبل کا فیصلہ کرتی ہیں۔اگر ایک انسان خود کو تربیت یافتہ طبقہ میں شمار کرے گا اس کے لیے اس کو اپنی عادات سنوارنا ہوں گی۔ایک فرد کو عادات حسنہ کا خوگر ہونا چاہیے۔امانت داری ایک مومن کی سب سے کامیاب صفت ہے۔رسول اللہ تعالی ﷺ نے فرمایا:

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین،والصدیقین،والشھداء"[47]

ترجمہ:"سچے اور ایمان دار تاجر کو آخرت میں نبیوں،صدیقوں اور شہیدوں کی رفاقت نصیب ہوگی"

اس حدیث پاک سے انسانی عادات کی اہمیت کا ثبوت ملا کہ انسان کی عادات اسے کس مقام تک لے جاتی ہیں۔یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک فرد اپنے نفس کی اصلاح کے لیے اچھی عادات کا مالک بنے۔تربیت میں عادات کا گہرا عمل دخل ہے۔

سزا

استاد حسین انصاریان تربیت کے لیے سزا کو بھی ایک اصول قرار دیتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ "اسلام نے تربیت میں کافی ذرائع تعلیم دیے ہیں۔اس لیے کہ انسان تربیت حاصل کرنے میں کسی بھی مقام پر پریشان نہ ہو اور نہ ہی تربیت کرنے والا پریشان ہو۔معاشرے کے سب افراد مختلف اذہان کے مالک ہوتے ہیں۔بعض افراد سزا کے ذریعے ہی تربیت پاتے ہیں۔معاشرے کے بعض افراد پر اگر نہ تو نصیحت اثر کرے،نہ ہی شوق و رغبت اور نہ ہی مثالی نمونوں سے سبق حاصل کریں ایسے افراد کے لیے سزا ضروری ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی تربیت ہوسکے"۔[48]

اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"[49]

ترجمہ:"ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا فرمایا"

اللہ پاک کے ہاں انسان کی تخلیق کا واحد مقصد یہی ہے کہ وہ اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بجالائے۔اللہ پاک کی عبادت صرف نماز روزہ نہیں ہے بلکہ اوامر و نواہی سب رب تعالی کی عبادت میں آتے ہیں۔جو اللہ پاک کی عبادت سے غفلت برتتے ہیں ان کے اللہ پاک نے بطور اصلاح و تربیت سزائیں بھی مقرر فرمائی ہیں تاکہ خود ان کا نفس بھی تربیت پائے اور ان کی سزا کو دیکھنے والے بھی اصلاح کرلیں۔سزاؤں کے بعد انسان کی زندگی سنور جاتی ہے اور ایک انسان اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوجاتا ہے۔

اللہ پاک کا سزاؤں کے متعلق ارشاد مقدس ہے:

"اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ"[50]

ترجمہ: "جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں۔ یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی سزا، آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے"

یہ آیت مبارکہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ پاک نے انسان کی تربیت واصلاح کے لیے سزاؤں کا نفاذ فرمایا ہے۔

خلاصہ

انفرادی تربیت بہت ضروری ہے۔ یہ ہر ایک فرد کے اندر اعمال حسنہ پر اکساتی ہے۔ ایک فرد کی تربیت ہی سے اقوام تربیت یافتہ بنتی ہیں۔ انفرادی تربیت استقامت وثابت قدمی کا باعث ہوتی ہے۔ قوموں کی ترقی کا راز انفرادی تربیت میں ہی ہے۔ دنیاوی اعتبار سے بھی انفرادی تربیت کا اولین مقام ہے اور آخرت میں بھی اللہ پاک کے ہاں حساب فرداً فرداً ہی ہو گا۔ اللہ پاک نے فرد کی تربیت کے لیے قرآن پاک کو نازل فرمایا اس کے اندر جو واقعات ومشاہدات ہیں قصص ہیں یہ ایک فرد کو خود کی اصلاح پر آمادہ کرتے ہیں۔ انفرادی تربیت ہی کامیابی کا پہلا زینہ ہے۔

مصادر ومراجع

---

1 التحریم:66:6

2 الجمعۃ:2:62

3 بلیاوی، عبد الحفیظ، مصباح اللغات، مکتبہ زید بن ثابت، اردو بازار لاہور، ص277

4 ابن منظور، جمال الدین، لسان العرب، ج2، ص32

5 علامہ یوسف، قرضاوی، فطری تربیت کے اہم تقاضے، اسلامک پبلشرز لمیٹڈ لاہور، ص297

6 محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، اپریل2008ء ج1، ص168

7 ابن بادیس، عبد الحمید، محمد، آثار ابن بادیس، دار ومکتبہ الشرکۃ الجزائریہ، طبع اول1388ء، ج1، ص101

8 ثناء اللہ محمود، رسول اللہ ﷺ کا انداز تربیت، دار الاشاعت کراچی، ستمبر2005ء ص29

9 التحریم:66:6

10 سورۃ المائدہ:32:5

11 سورۃ البقرۃ:151:2

12 تربیت ذات، فضیلۃ الشیخ: عبد اللہ بن عبد العزیز، العیدان، الطبعۃ الاولیٰ1427ھ، دار النشر: العلمیۃ للنشر والتوزیع، ص6

13 التحریم:66:6

14 تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان، عبد الرحمن بن سعدی، ص809

15 تربیت ذات، فضیلۃ الشیخ، عبد اللہ بن عبد العزیز، العیدان، ص7

16 سورۃالتغابن:64:9

17 تربیت ذات، فضیلۃ الشیخ، عبداللہ بن عبدالعزیز، العیدان، ص8

18 سورۃ مریم:19:95

19 سورۃالاسراء:17:14

20 ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری بن دردین، صحیح مسلم، مکتبہ وحابی، ناشر: خالد احسان پبلیشرز لاہور، سن اشاعت 2004ء، محقق: محمد فؤاد عبدالباقی، حدیث نمبر:2348ء،ج3،ص46

21 تربیت ذات، عبداللہ بن عبدالعزیز، العیدان، ص9

22 تربیت ذات، عبداللہ بن عبدالعزیز، العیدان، ص10

23 تربیت ذات، عبداللہ بن عبدالعزیز، العیدان، ص12

24 ایضا

25 سورۃالعادیات:8:100

26 استاد، حسین انصاریان، مقالات، سن اشاعت 2003ء، ناشر فرہنگی دار لعرفان، ص17

27 ابوالقاسم، سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الوسط، المحقق، ابو معاذ طارق بن عوض اللہ بن محمد، ناشر، دارالحرمین القاہرہ، عام النشر 1445ھ، 1990م،78/2، 2583

28 سورۃالقصص:77:28

29 استاد حسین انصاریان، مقالات، ص20، سن اشاعت، 2003ء ناشر، فرہنگی دار العرفان

30 القشیری، مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، محقق: محمد فؤاد عبدالباقی، ناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت،4، 2026

31 ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسیی، مسند ابی داؤد الطیالسیی، محقق: ڈاکٹر محمد بن عبدالمحسن الترکی، ناشر: دار ھجر۔ مصر، طبع اول، 1419ھ، 1999م، 299/4

32 سورۃالتوبہ:119:9

33 سورۃالبقرۃ:256:2

34 علامہ طباطبائی، کتاب المیزان، مکتبہ شیعہ، اسماعیلیان، دارالکتب الاسلامیہ، سن اشاعت: 1382ء،ج2،ص342

35 سورۃالبقرۃ:256:2

36 استاد حسین انصاریان، مقالات، ص22

37 سورۃالفرقان:44:25

38 ترجمان القرآن، ابوالکلام آزاد،ج1،ص82، پہلی اشاعت 1931ء دوسری اشاعت 1964ء ناشر: ابو مؤمن منصور احمد

39 "سورۃالذاریات:20:12:51

40 سورۃالاسراء:36:17

41 صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیری، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ،ج اول، ص190، حدیث نمبر:266، مکتبہ وحابی، ناشر: خالد احسان پبلیشر لاہور، سن اشاعت: اگست 2004ء

42 صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج، کتاب الایمان، باب: بیان الدین النصیحۃ،ج1،ص158، حدیث مبارک:196

43 سورۃ الاحزاب:21:33

44 سیرت بنوی ﷺ، دکتور مہدی رزق اللہ احمد، ج2، ص429، سن اشاعت: اکتوبر2012ء، ناشر: دار العلم ممبئی

45 سورۃ ہود:120:11

46 استاد حسین انصاریان، مقالات، ص25

47 ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمزی، تحقیق و تعلیق: احمد محمد شاکر، ناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی- مصر، طبع دوم: 1395ھ-1975م، 507/3

48 استاد حسین انصاریان، مقالات، ص27

49 سورۃ الذاریات:56:51

50 سورۃ المائدۃ:33:5